

## ترپ کا پتہ

ملکی حالات اتنے زیادہ خراب ہیں کہ ان کا نتیجہ کچھ بھی نکل سکتا ہے۔ حدود رجہ غیر متوقع نتائج، دورس بھی ہو سکتے ہیں اور اقتدار کی بساط کو مستقل طور پر تبدیل کرنے کی استطاعت بھی رکھتے ہیں۔ قیامت یہ ہے کہ سانپ اور سیرھی کا کھیل مقتدر حلقے کے اختیار سے باہر نکلتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ریاستی ادارے جن کا نام سن کر بڑے بڑے لوگوں کا پتا پانی ہو جاتا تھا۔ آج بہت حد تک بے اختیار نظر آ رہے ہیں۔ مسئلہ یہ بھی ہے کہ تمام سیاسی اور غیر سیاسی فریقین مکنہ حد تک دیوار سے لگ چکے ہیں۔ کسی کے پاس بھی کوئی آگے بڑھنے کا پامن راستہ موجود نہیں ہے۔ اس طرح کی خوفناک صورتحال پہلی بار وقوع پذیر ہوئی ہے۔ دانترین لوگ بار بار سب کو بتا رہے ہیں کہ اب حالات کو ٹھیک کرنا کسی بھی ایک فریق کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ مہربانوں کی گرفت ہر کاظم سے کمزور ہو چکی ہے۔ کچھ تحریز نگار کہتے ہیں کہ یہ 1970ء کی دوسری قسط ہے۔ مگر طالب علم کا دلیل پر منی بیانیہ یہ ہے کہ آنے والے حالات پر اگر اسی موجودہ غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا گیا تو لوگ 1970ء کے حالات کو بھول جائیں گے۔ قطعاً ایسوی کاشکار نہیں۔ نہ کسی لابی کا حصہ ہوں مگر میری بقدمتی یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقے سے خبر چل کر میرے پاس پہنچ جاتی ہے۔ اکثر باتیں لکھ بھی نہیں سکتا۔ لکھ بھی دوں تو چھپ نہیں سکتیں۔

آج سے ٹھیک گیا رہ بارہ ماہ پہلے ایک سیاسی نشست میں بات چیت جاری تھی۔ چند قریبی لوگ موجود تھے۔ زیادہ تر خان صاحب کے حامی تھے۔ باور کروار ہے تھے کہ تحریک انصاف کی حکومت ہر طور پر محفوظ ہے۔ مہربان سو فیصد ان کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ تقریباً ایک سال پہلے کی بات ہے۔ عمومی معاملات بھی خان صاحب کے حق میں تھے۔ اچھی طرح یاد ہے کہ طالب علم نے گزارش کی تھی کہ میاں نواز شریف اور ان کے ساتھ مسلک لوگ اقتدار میں واپس آ رہے ہیں۔ خان صاحب میں اتنی فراست نہیں کہ بین الاقوامی مقتدر حلقوں کے اشاروں کو سمجھ سکیں۔ حالات پلٹ سکتے ہیں اور خان صاحب کو اقتدار سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اچھی طرح یاد ہے کہ مجھے حد درجہ طنزیہ فقرے سننے کو ملے۔ یہاں تک کہا گیا کہ عمران خان کے خلاف ہوں اور ذلتی عناد کی بنیاد پر غیر ذمہ دارانہ باتیں کر رہا ہوں۔ اس وقت میرے پاس خبر بھی تھی اور دلیل بھی۔ خان صاحب کا دوستوں سے حدود رجہ ادنی رویہ پھلی ترین سطح کے لوگوں کو اقتدار پر بٹھانے کی عادت اور قیامت خیز ضعیف الاعتقادی میرے تحریزی کی بنیاد تھے۔ مگر خبر بھی تھی کہ خان صاحب کے حالات اب خرابی کی جانب جا رہے ہیں۔ اگر ایک سال پہلے ایکیشن ہوتے تو تحریک انصاف کو حد درجہ ہزیمت اٹھانی پڑتی۔ بہر حال سال پہلے میری بات کسی نے بھی نہ مانی۔ چند دن پہلے اسی طرح کی ایک مجلس میں ایک پرانے دوست نے وہ تمام جملے دہرا دیے۔ جو میں نے ایک سال پہلے گزارش کیے تھے۔ اس لئے کہ وہ بھی پرانی محفل میں شامل تھے۔ مگر انکا سوال تھا کہ مجھے کیسے معلوم ہوا کہ طاقت کی بساط پر عمران خان کو شاہمات ہونے والی ہے۔ ظاہر ہے کہ میں اپنا سورس تو قطعاً پایا نہیں کر سکتا۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ ایک سال پہلے میری گزارشات درست ثابت ہوئیں۔

موجودہ حالات کی بابت لکھنا حد درجہ ضروری ہے سب سے پہلے تو یہ عرض کروں گا کہ مہربانوں کو اس طرح کے حالات میں الجھاد یا جائے گا، جن کی بدولت ان کی توجہ اصل معاملات تک پہنچ نہیں پائے گی۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ہمایوں سے محدود فرمائشی جنگ، ملک میں دہشت گردی کی طاقتور ہر یا کسی بڑے انسان کی غیر قدرتی دنیا سے واپسی۔ کچھ بھی انہوں نے ہو سکتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ اس وقت مند شاہی پر پیٹھے ہوئے خاندان کو کیا فائدہ ہوا۔ ان کے تمام کیس آئینی طریقے سے ختم کیے گئے۔ تحریک انصاف کی اصل طاقت تاریخیں وطن ہیں۔ ان کو حق رائے دہی سے محروم کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی طاقتیوں، حلقوں کی ہربات مانی گئی۔ اب حد درجہ کھڑی بات عرض کر رہا ہوں۔ این آراء سیاست دانوں کو نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس کے بالکل متناقض سیاسی لوگوں نے غیر سیاسی لوگوں کو پامن راستہ فراہم کیا ہے۔ اہل علم سے مخاطب ہوں۔ میری اس بات کی توثیق لندن اور واشنگٹن کے طاقتوں حلقوں کے بیانات سے ہو رہی ہے۔ یہ خوفناک حقیقت ابھی تحریک انصاف کی قیادت سمجھنے سے قاصر ہے۔ جان کی امان پاؤ تو یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ غیر ملکی حلقوں نے ڈنڈے کے زور پر بلا ول بھٹکو گلے وزیر اعظم کے طور پر نامزد کیا ہے اور ان کی بات مانی گئی ہے۔ پیغمبا گون کی تمام ملاقاتوں میں زرداری صاحب کے دست راست جناب حسین حقانی کی موجودگی حد درجہ ذمہ داری ہے۔ اشارے مل رہے ہیں۔ بات کھل کر سامنے آ رہی ہے۔ کچھ عرصے بعد لیکنیلز کی کافی تعداد زرداری صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرنے والی ہے۔ تمیں سے پشیں ایسے سیاسی مضبوط لوگ جو جنوبی پنجاب میں حد درجہ طاقتوں ہیں۔ بڑے آرام سے نئے چھلوں سے لدے درختوں پر ہجرت کرنے والے ہیں۔ دانے اور چوگے کا مکمل اہتمام کیا جا چکا ہے۔ اگر اب بھی یقین نہیں تو طاقت ور تین ملک کے سفارت خانے میں آنے جانے والوں کی فہرست نکال لجئے۔ آپ کو نام تک معلوم ہو جائیں گے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ ان لوگوں کا نام کسی بھی فہرست میں نہ ہو۔

زمین حقائق کیا ہیں۔ ہر ایک کے علم میں ہے۔ تحریک انصاف اس وقت عملی طور پر پاکستان کی مقبول ترین سیاسی جماعت ہے۔ مگر کیا مقتدر حلقے اس کی مقبولیت کو دوڑ کے ڈبے میں منتقل ہونے کی اجازت دیں گے۔ یہ وہ سوال ہے۔ جس پر اس وقت تمام سیاسی اور غیر سیاسی فریقین ایک دوسرے کو داؤ گانے میں مصروف ہیں۔ جب پاکستان کے بڑے گھر میں سیاسی فریق نے مہربانوں سے یہ سوال کیا کہ حضور سب باتیں ٹھیک ہیں۔ مگر جناب کے وعدوں کی کیا گارنٹی ہے۔ مطلب یہ کہ آپ پر کیوں اعتماد کیا جائے۔ آپ کا ضامن کون ہے۔ ملاقات کی تجھی بعد میں حدت میں بدل گئی۔ چند اہم گرفتاریوں اور نئے کیس بھی بننے شروع ہو گئے۔ شنید ہے کہ مشرق وسطی کے طاقتوں ترین ولی عہد سے ضامن بننے کے لئے کہا گیا ہے۔ مستقبل کے سیاسی خاکہ کی بات کر رہا ہوں۔ اس پر وہ رضامند ہوئے ہیں یا نہیں۔ قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر یہ ایک المناک چیز ہے کہ ہمارے ادارے اب ایک دوسرے سے حد درجہ بدگمان ہیں۔ کوئی بھی کسی پر کسی طرح کا اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ لہذا سعودی عرب اب سیاسی طور پر حد درجہ اہم ہو چکا ہے۔ اندر وہ خانہ بہت کچھ چل رہا ہے۔ جسے نظر انداز کرنا حد درجہ تکلیف دہ ہے۔ خان صاحب کو بذریعہ کوتہ تایا جا رہا ہے کہ اچھے بچے بن جاؤ۔ دو دھ پیورزش کرو، مگر چاند کی طرف مت دیکھنا۔ اس وقت تک کہ حالات خان صاحب کے حد درجہ مختلف ہیں۔ مگر مہربان سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ پنجاب کا مرد آہن، مرکز کی شعاعوں سے پکھل کر رہ جائے گا۔ غیر موثر اور بے بُی کی تصویر بن جائے گا۔ مہربان اس بات سے حد درجہ پر بیشان ہیں۔ اسی لئے لندن سے بڑے صاحب کے قریبی عزیز کو حکومت کی معاشی شہرگ پر بٹھایا گیا ہے۔ مفتاح اسما عیل کا ڈو میسال کیونکہ غلط ہے۔ اس لئے تمام حد درجہ مشکل کام ان سے کرو اک نمائشی گلی ڈنڈا کھینے پر لاگا دیا گیا ہے۔ اسلام آباد میں مکنہ طاقت کا مرکز شاہزاد وزیر اعظم کے دفتر سے باہر نکل چکا ہے۔ ہاں نمائش طور پر معاملہ جاری رہے گا۔ پر لیں کافر نہیں باتیں اور تقاریر میں یہی بتایا جائے گا کہ پاکستان کا چیف ایگزیکٹو کون ہے۔ مگر جس کے ہاتھ میں خزانے کی چابی ہے۔ اصل طاقت اس کے پاس جا چکی ہے۔ اس کا ایک بہوت ان مہروں کی واپسی ہے کہ جوان صاحب کے طفیلی ہیں۔ اس سے آگے کیا لکھوں۔ ٹھہر جائیے۔ ابھی ایک حد درجہ سنجیدہ مرحلہ باقی ہے۔ عوامی طاقت اگر ریاستی طاقت کو مات دے گئی تو تکمیل کی ترتیب اور نتیجہ مکمل طور پر بدلت جائے گا۔ خان صاحب کی لانگ مارچ اگر کامیاب ہو گئی تو پھر کیا ہو گا۔ اس پر ہر طریقے سے غور و فکر جاری ہے۔ ظاہر ہے اس پر اس میں کوئی بھی سیاسی مسخرہ شامل نہیں ہے۔ فیصلے جہاں ہوتے ہیں۔ وہیں پر ہو رہے ہیں۔ ایک بات تو طے ہے کہ ریاستی خاکی قوت کو لانگ مارچ میں لوگوں کے خلاف استعمال نہیں کیا جائے گا۔ یعنی ملک کی سب سے بڑی طاقت کو عوام کے مقابلے میں نہیں لایا جائے گا۔ حد درجہ مشکل صورت حال پیدا ہو چکی ہے۔ سوال ہے کہ اگر چند لاکھ بندے بھی اسلام آباد آگئے تو پھر ایک کمزور حکومت کو سہارا دیا جائے یا فارغ کر دیا جائے۔ ایکیشن والی بات مانی جائے یا در گزر کر دی جائے۔ دو چاروں میں اس پر بھی فیصلہ ہو جائے گا۔ مگر ترپ کا پتہ اب صرف اور صرف عوامی طاقت ہے۔ جو ظاہر ہے، عمران خان کے پاس ہے؟